مقالات

کتب سماوی پر ایک نظر

توریت و انجیل پر اسلامی رائے

۱۲

از جناب وقی شاہ صاحب

اب تک توریت و انجیل کے متعلق ان مضامین میں جو کچھ لکھا گیا وہ بیشتر یا تو علمائے اہل کتاب کے اقوال تھے یا وہ نتائج جو اُن اقوال سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ ناقص اور یہ تبصرہ ناتمام رہے گا اگر علمائے اسلام کی تحقیقات کے نتائج سے بھی یہاں بحث نہ کی جائے کیونکہ مسلمانوں کو بھی توریت و انجیل سے بہت قوی تعلق ہے اور اُن کا اسلام پر ایمان لانا توریت، زبور، انجیل وغیرہم پر بھی ایمان لانے کو مستلزم ہے۔ قرآن میں کم از کم ایک سو اکتیس (۱۳۱) جگہ ان کتب سماوی کا ذکر آیا ہے کہیں فرداً فرداً اور کہیں مجموعاً۔ جن مقامات پر یہود و نصاریٰ یا انبیائے سلف کا ذکر بغیر تذکرہ کتب مقدسہ آیا ہے اُن کا شمار اس کے علاوہ ہے مثلاً۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (۵: ۳)

اور یہود و نصاریٰ دعوی کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

یہاں توریت و انجیل کا ذکر نہیں صرف یہود و نصاریٰ ہی کا ذکر ہے۔

شہادت قرآنی کی مثالیں جن آیات میں کتب سماوی کا ذکر مجموعاً آیا ہے اُن کی ایک مثال یہ ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کی جان و مال کو خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے وہ لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْ — جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں اس پر
وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ — سچا وعدہ کیا گیا ہے توریت میں اور انجیل میں اور
الْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ (۹: ۱۴) — قرآن میں۔

یہاں توریت و انجیل و قرآن کا ایک ساتھ ذکر آیا ہے۔

جن آیات میں ان کتابوں کا فرداً فرداً ذکر آیا ہے اُن کی دو مثالیں یہ ہیں۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ — اور تحقیق ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں بعد نصیحت کے
اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ (۲۱) — "کہ میرے صالح بندے زمین کے وارث بنیں گے"۔
مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ — "جن لوگوں کو توریت پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں
یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا — نے اُس پر عمل نہ کیا ان کی مثال اُس گدھے کی سی ہے
(۶۲: ۱) — جس پر کتابوں کا بوجھ لادا جاتا ہے"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اِن کتابوں پر ایمان لانے کا بھی حکم دیا ہے اور ان کتابوں کے منکروں کو گمراہ بتایا ہے اور ان پر عتاب نازل کیا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ — "اے ایمان والو! (یعنی اے مسلمانو) یقین لاؤ اللہ پر
وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَ — اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے نازل
الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ — فرمائی اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اللہ نے نازل
یَّكْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ — فرمائی قبل اس کے اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا۔ — فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر
(۴: ۲۰) — اور آخرت کے دن پر وہ شخص یقیناً گمراہی میں بہت دور جا پڑا"۔

اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَاۤ اَرْسَلْنَا — "جنہوں نے جھٹلایا اُس کتاب کو اور اس چیز کو جسے

بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ (۴۰: ۸)

ہمنے اپنے پیغمبروں کے ساتھ بھیجا انھیں البتہ معلوم ہوجائیگا (یعنی حقیقت حال اُن پر کھل جائیگی) جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں انہیں گھسیٹتی ہوئی کھولتے پانی میں ڈال دیں گی پھر وہ آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔"

یہ ہیبت ناک سزائیں صرف انہیں کے لیے نہیں ہیں جو قرآن کے منکر ہیں بلکہ ان کے لیئے بھی ہیں جو انبیا علیہم السلام کے لائے ہوئے صحیفوں کے منکر ہیں۔

مگر یہ ساری تاکید اُس چیز پر ایمان لانے سے متعلق ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام پر نازل فرمائی اور جس پر صحیح طور پر وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ اور وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا کا اطلاق ہوتا ہو نہ کہ اُن تحریروں کے متعلق جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے خود خبر دی ہے کہ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ جہاں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے صحف سماوی پر ایمان لانا مسلمانوں کے لیے ضروری قرار دیا ہے وہاں اس بات کو بھی واضح فرما دیا ہے کہ توریت و انجیل میں اہل کتاب نے تحریفیں کی ہیں۔

تحریف کے متعلق شہادت قرآنی توریت و انجیل میں تحریف اور تبدیلیوں کے واقع ہونے کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے صاف صاف قرآن مجید میں دے دی فرماتا ہے:-

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (۲: ۹)

"(مسلمانو!) کیا تمہیں یہ امید ہے کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) تمہاری تصدیق کریں گے حالاں کہ اُن میں تو ایسے لوگ بھی ہیں جو خدا کا کلام سنتے تھے پھر جان بوجھ کر اس کو بدل ڈالتے تھے۔"

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا (۲: ۹)
(Al. 2. V. 79)

"پس خرابی ہے اُن کے لیئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب (آیات والفاظ کتاب) لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں تاکہ اس کے بدلے تھوڑا سا دنیوی فائدہ کرلیں۔"

مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا ۔ (۴: ۷)

"یہودیوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خدا کے بول (یعنی آیات وکلمات) کو اپنے ٹھکانے سے بدل دیتے ہیں اور (منہ سے) کہتے ہیں ہمنے سنا اور (دل سے) کہتے ہیں ہمنے نہیں مانا۔"

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً ۚ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ (۵: ۳)

"یہودیوں کی عہد شکنی کے سبب ہمنے اُن کو پھٹکارا اور ان کے دلوں کو سخت کردیا ہے وہ خدا کے بول (آیتے) ٹھکانے سے بدلتے ہیں اور نصیحت سے فائدہ اٹھانا بھول گئے ہیں تو ہمیشہ ان کی خیانت (یعنی کتاب میں رد و بدل کرتے رہنا) دیکھتا رہیگا بجز ان میں سے تھوڑے لوگوں کے"

وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْکَ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ (۵: ۶)

"یہودیوں میں بعض جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کیلئے وہ جاسوس ہیں دوسری جماعت کی طرف سے جو تجھ تک نہیں آئی وہ کلام کو بدل ڈالتے ہیں اُس کے اصلی ٹھکانے سے"

بعد جب قرآن میں اس قدر وضاحت کیساتھ توریت وانجیل میں تحریف کا واقع ہونا بیان کیا گیا ہے تو کسی مسلمان کے لیئے کیسے ممکن ہے کہ اس تحریف کے وقوع سے انکار کرے لہذا نفس تحریف پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اس امر پر البتہ مسلمانوں میں بحث رہی ہے کہ کتب مذکورہ میں تحریف لفظی واقع ہوئی ہے یا تحریف معنوی یا دونوں۔ بکثرت علماے اسلام کی تحقیقات یہ ہے کہ توریت اور انجیل میں دونوں قسم کی تحریفیں ہوئی ہیں الفاظ

بھی بدل دیئے گئے ہیں اور باطل تاویلوں سے معانی بھی بگاڑ دیئے گئے ہیں۔ لیکن امام بخاری صرف تحریف معنوی کے قائل ہیں۔ وہ صحیح بخاری کے آخری حصہ میں حضرت ابن عباسؓ سے ایک اور لفظ ("مرقیب") کی تفسیر نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ "یحرفون" کے معنی "یزیلون" کے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں سے کچھ نکال ڈالتے یا اس میں کچھ ملا دیتے۔ اس کے بعد امام بخاری لکھتے ہیں:۔

ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب اللہ ولکنھم یحرفونہ یتاولونہ علیٰ غیر تاویلہ (بخاری صفحہ ۱۱۲۷)

کتاب اللہ کے الفاظ کو کوئی شخص کتاب سے نکال نہیں سکتا ان کے ازالہ سے یہی مراد ہے کہ وہ لوگ اس میں ایسی تاویل کرتے ہیں جو درحقیقت صحیح تاویل نہیں ہوتی

یہ قول درحقیقت امام بخاری کا ہے۔ مگر بعض حضرات کو اشتباہ و مغالطہ ہوا کہ یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے حالانکہ آپکا قول "یحرفون معنی یزیلون" پر ختم ہوگیا اور اس کے بعد کا یہ قول جو اوپر نقل کیا گیا ہے امام بخاری کا اپنا قول ہے۔

"یحرفون معنی یزیلون" سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت ابن عباس تحریف لفظی کے قائل نہ تھے کیونکہ آپکے قول کی صحیح اور صحیح تفسیر یہ ہو سکتی ہے کہ اہل کتاب الفاظ توریت و انجیل کو توریت و انجیل سے نکال دیتے تھے اور ان کی جگہ دوسرے الفاظ اپنی طرف سے داخل کر دیتے تھے۔ اس کی تائید حضرت ابن عباس کا وہ قول بھی کرتا ہے جو اسی صحیح بخاری کی کتاب التوحید اور کتاب الاعتصام اور کتاب الشہادت میں امام بخاری ہی نے نقل کیا ہے

ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین کیف تسئلون اھل الکتب عن شئ وکتابکم الذی انزل علیٰ نبیکم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان اھل الکتب

ابن عباس نے کہا اے مسلمانو! تم اہل کتاب سے کیوں کر باتیں پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو تمہارے نبی پر نازل ہوئی ہے خدا کی طرف سے بعد میں آئی (یعنی جدید ترین ہے) وہ خالص ہے اس میں کوئی آمیزش نہیں ہوئی۔ اہل کتاب کی نسبت خدا نے تمکو یہ خبر دی

بدلوا کتاب اللہ وغیروہ وکتبوا
بایدیھم الکتب وقالوا ھو من
عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا الا
ینھٰکم ما جاءکم من العلم عن مسئلتھم
لا واللہ ما راینا منھم رجلا یسئلکم
عن الذی انزل علیکم (بخاری ص ۳۶۹/۱۰۹ ۱۱۱۲

ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں کو بدل دیا ہے۔ اپنے ہاتھوں
سے کچھ لکھا اور کہدیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ
اس کے بدلے تھوڑا سا مول لے لیں کیا جو تمکو خدا نے
علم دیا ہے وہ تمکو اہل کتاب سے استفسار میں مانع نہیں ہوتا؟
بخدا ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جو تمہارے دین کی بات
تم سے پوچھتا ہو (یعنی پھر تم ان کے دین کی باتیں ان سے
کیوں پوچھتے ہو؟)

یہ قول فصل ہے اس بارہ میں کہ حضرت ابن عباس تحریف لفظی اور تحریف معنوی دونوں کے قائل ہیں
امام بخاری ہی صرف تنہا وہ بزرگ ہیں جو توریت وانجیل میں تحریف لفظی کے قائل نہیں مگر انکا
قول اس باب میں حجت وسند نہیں۔ حدیث کی تصحیح وتضعیف اور رجال کی جرح وتعدیل میں البتہ انکا قول مستند
مانا جاتا ہے لیکن فنون حدیثیہ کے علاوہ دیگر فنون ومسائل میں تنہا ان کا کوئی قول جمہور علماء کے اقوال کے
مقابلہ میں مستند نہیں سمجھا جا سکتا بالخصوص اس حالت میں جبکہ وہ قول محض ظن اور قیاس پر مبنی ہو اور اس کی
تائید میں وہ کوئی سند یا دلیل نہ رکھتے ہوں۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں سلف میں بہت لوگ ایسے گذرے ہیں جو ایک فن کے امام تھے مگر دوسرے
فنون سے ناآشنا تھے۔ ذہبی نے طبقات الحفاظ میں لکھا ہے کہ:۔

بہت لوگ ایسے گذرے ہیں جو ایک فن میں ماہر اور دوسرے فنون میں قاصر تھے مثلاً سیبویہ
علم نحو میں امام تھے مگر یہ نہ جانتے تھے کہ حدیث کیا شئے ہے وکیع حدیث میں امام تھے مگر عربیت
(یعنی علم ادب) نہ جانتے تھے۔ ابو نواس شاعری کا رئیس تھا مگر دیگر فنون سے عاری۔
عبدالرحمن بن مہدی حدیث میں امام تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ طب کیا ہوتی ہے محمد بن حسن

نقدیں امام تھے اور نہ جانتے تھے کہ فن قرآت کیا شئے ہے۔ امام حفص قرأت کے امام تھے اور حدیث سے تہی دست سچ ہے کہ میدان کارزار میں مرد میدان خاص ہی لوگ ہوتے ہیں جو لڑنے میں شہرت رکھتے ہیں۔"

اس طرح امام بخاری اگر توریت وانجیل پر غائر نظر نہ رکھتے ہوں تو یہ نہ کوئی تعجب کا محل ہے نہ فن حدیث میں جو وہ بلند مرتبہ رکھتے ہیں اُس میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے بجز روایت وتحقیق حدیث وتنقید رجال کے کسی اور فن میں اُن کا دخیل ہونا اور مشغول رہنا ثابت نہیں محض ظن کی بنا پر انہوں نے یہ فرما دیا کہ کتاب اللہ کے الفاظ کو کون نکال یا بدل سکتا ہے" ان کی نظر غالباً اُن الفاظ پر نہیں پڑی جو اُن کتابوں میں موجود ہیں مگر کسی طرح خدا کے کلمات نہیں ہوسکتے۔ اور نہ ان کی نظر اس جانب گئی کہ ظالموں نے خدا کی کتاب کو جلا دیا' خدا کے نبیوں کو تہ تیغ کیا' اور خدا کے نبیوں پر اتہامات لگائے۔ کتاب کی عبارتوں میں رد و بدل کر دینا اور لفظی ومعنوی تحریفوں کا عمل میں لانا تو ایسے لوگوں کے لیے ایک ہلکا اور آسان کام تھا۔

علماء اسلام نے نہایت شد و مد کے ساتھ امام بخاری کے اس قول کا مقابلہ کیا ہے اور ان کی ظنی دلیل کا کافی جواب دیا ہے اور واقعات تاریخی سے ثابت کیا ہے کہ ان کتابوں میں لفظی اور معنوی دونوں تحریفیں موجود ہیں۔ ان میں سے نمونہ کے طور پر بعض علماء کے چند اقوال ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ان سے موجودہ توریت وانجیل کے متعلق عام اسلامی رائے کا بھی اندازہ ہو جائے گا۔

اقوال علماء قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں امام بخاری کے اس قول کے مقابلہ میں فرمایا ہے کہ:-

"بہت سے علماء اسلام نے تصریح کیا ہے کہ یہود ونصاری نے بہت سے الفاظ توریت و انجیل کو بدل دیا ہے بعض کا قول ہے کہ انہوں نے ان کتابوں کو بالکل ہی بدل ڈالا ہے اور اس خیال سے وہ ان کتابوں کی بے ادبی کرنے کو جائز سمجھتے ہیں مگر یہ قول محل اعتراض ہے۔ بہت سی آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کتابوں کی بہت سی چیزیں اپنی اصل پر ہیں جیسے رجم

وغیرہ بعض کا قول ہے کہ تھوڑے الفاظ میں تبدیلی ہوئی ہے بعض کا قول ہے کہ صرف معانی میں تبدیلی ہوئی ہے نہ کہ الفاظ میں چنانچہ بخاری نے یہی لکھا ہے مگر یہ قول بھی محل اعتراض ہے ان کتابوں میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتے بعض علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ان کتابوں کا شغل رکھنا اور ان کو لکھنا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ ... مگر اس باب میں بہتر قول یہ ہے کہ جو شخص صاحب تمیز و بصیرت نہ ہو اس کو ان کتابوں کا شغل جائز نہیں اور جو صاحب تمیز ہو اور علم و دین میں مضبوط ہو اس کے لیے جائز ہے خصوصاً اس حالت میں جبکہ مخالفین اسلام کو ان کتابوں کی مدد سے جواب دینا پڑے اس پر دلیل یہ ہے کہ علمائے قدیم سے اب تک علماء توریت سے ایسی باتیں نکالتے آئے ہیں جن سے منکرین نبوت محمدیہ کو الزام دیتے چلے آرہے ہیں"

حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں امام بخاری کے قولِ مذکور کے تحت میں لکھا ہے کہ:

"ہمارے شیخ ابن الملقن نے فرمایا کہ یہ جو بخاری نے تفسیر آیۂ "یحرفون" کے بارے میں کہا ہے یہ ایک قول ہے جس کو امام بخاری نے پسند کیا ہے مگر ہمارے اکثر علماء نے تصریح کی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے الفاظ توریت و انجیل کو بدل ڈالا ہے اور اس پر انہوں نے یہ مسئلہ متفرع کیا ہے کہ ان کتابوں کی بے ادبی کرنی جائز ہے لیکن یہ بات قول بخاری کے مخالف ہے"

پھر آگے چل کر ابن حجر تحریر فرماتے ہیں۔

"بعض متاخر شارحین بخاری نے کہا ہے کہ اس مسئلہ تحریف میں کئی اقوال ہیں۔ ایک یہ ہے کہ توریت و انجیل سب کی سب بدل گئی ہیں۔ ان کتابوں کی بے ادبی کا جواز اسی قول کا مقتضی ہے مگر یہ زیادتی ہے، اور اس قول کی یہ تاویل ضروری ہے کہ تحریف کل سے اکثر حصہ کی تحریف مراد ہے، ورنہ یہ بے فائدہ کا جھگڑا ہوگا۔ کیونکہ بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ ان کتابوں میں بہت سی چیزیں اپنی اصل پر ہیں جن میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ ایک آیت میں

ارشاد ہے اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ یعنی وہ جو رسول کی پیروی کرتے ہیں جس کو وہ اپنے پاس توریت میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وازانجملہ قصہ رجم ہے جسمیں مذکور ہے کہ توریت میں حکم رجم موجود ہے۔ اس امر کا مؤید خدا کا یہ قول ہے فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ یعنے توریت لاؤ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ تحریف ان کتابوں کے اکثر حصہ میں ہوی ہے۔ اس قول کے دلائل (یعنی شواہد و امثال) اکثرت موجود ہیں۔ اور پہلے قول کو اسی قول کے ضمن میں لینا واجب ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اکثر حصہ ان کتابوں کا محفوظ ہے تھوڑے حصہ میں تبدیلی ہوی ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ تبدیلی صرف معنی میں ہوی ہے۔ الفاظ سب محفوظ ہیں صحیح بخاری کے اِس مقام میں یہی قول بیان ہوا ہے۔ ابن تیمیہ سے اس مسئلہ کی بابت سوال ہوا تو انہوں نے اس کے جواب میں ایک فتویٰ لکھا جس میں کہا کہ اس باب میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک یہہ کہ الفاظ میں بھی تبدیلی ہوی ہے۔ دوسرا یہ کہ صرف معانی میں ہوی ہے"۔

اس کے بعد ابن حجر نے ابن تیمیہ کی طرف سے اُن دلائل کا رد نقل کیا ہے جو مجوزان تحریف معانی پیش کیا کرتے ہیں۔ پھر علامہ ابن حزم کی کتاب الملل والنحل کی وہ عبارت نقل کی ہے جس میں انہوں نے توریت کی اُن باتوں کی جانب اشارہ کیا ہے جو حق تعالیٰ کا کلام نہیں ہوسکتیں۔ مثلاً یہ کہ (نعوذ باللہ) لوط علیہ السلام کی بیٹیوں نے اپنے باپ لوط کو شراب پلائی پھر اُنسے بدفعلی کرا کے حاملہ ہوئیں۔ اس کے بعد ابن حجر علامہ ابن حزم کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتے ہیں۔

"بعض مسلمانوں سے ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ توریت و انجیل میں لفظی تحریف واقع ہونے سے منکر ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں آچکا ہے کہ "یہود و نصاریٰ خدا کے کلام کو بدل ڈالتے ہیں۔

اور خدا پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں کہ یہ بات خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوتی۔ اور وہ حق بات کو چھپاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے"۔ منکرین تحریف کے جواب میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اصحاب نبوی کے حق میں فرمایا ہے کہ ان کا حال اور ان کی صفت توریت و انجیل میں یوں موجود ہے کہ "وہ ایک کھیتی کے مانند ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا" (تا آخر سورۃ الفتح) مگر اب توریت و انجیل میں اصحاب کی یہ صفت مذکور نہیں ان منکرین تحریف سے جن کا قول یہ ہے کہ جب توریت بہ نقل متواتر منقول ہے تو اس میں تحریف کیونکر ممکن ہے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اس بات پر متفق ہیں کہ توریت و انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا ذکر موجود نہیں۔ اب اگر تم اُن کی اس کتاب کی (جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا ذکر نہیں) تصدیق کرو گے تو تم کو اس امر کی بھی تصدیق کرنی پڑے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اصحاب کا ذکر توریت میں نہیں ہے (جس سے تصدیق قرآن فوت ہوگی) اور اگر اس امر کی تصدیق کرو گے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ باقی سب کتاب کی تصدیق کرو اور اُس کو تحریف سے محفوظ مان لو کیونکہ وہ سب یکساں ہے"۔

حافظ ابن القیم حنبلی نے بھی کتاب اغاثۃ اللھفان میں اس مسئلہ پر طول طویل بحث کی ہے اور امام بخاری کے قول کے جواب میں ابن تیمیہ کی لمبی چوڑی عبارت اُن کی تالیف "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" سے نقل کی ہے۔ پھر اہل کتاب نے جو تحریفات لفظی و معنوی کی ہیں انہیں بیان کیا ہے اور اُن کے تحریف سمجھے جانے کے وجوہ بیان کیے ہیں۔ انہوں نے اور دیگر علمائے اسلام نے تحریف لفظی کی دس مثالیں پیش کی ہیں تحریفات کا شمار تو اس سے بہت زیادہ ہے مگر مسلمان علماء نے مثال کے طور پر صرف انہیں تحریفوں پر زور دیا ہے۔ جن کا تحریف ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے وہ دس مثالیں یہ ہیں:۔

(۱) موجودہ توریت میں بجائے اسمٰعیل علیہ السلام کے اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اور ابراہیم علیہ السلام کا پہلوٹھا یا اکلوتا بیٹا قرار دیا ہے۔ اس قول کے غلط ہونے کے ابن القیم نے دس وجوہ بیان کیے ہیں۔

(۲) لوط علیہ السلام پر اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ زنا کی تہمت اور ان دونوں بیٹیوں کا زنا سے حاملہ ہوجانا اور اُن سے حرامی اولاد کا پیدا ہونا۔

(۳) یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہودا پر اپنی بہو سے زنا کی تہمت، اُس کا حاملہ ہونا اور حرامی بچے جنتا اور اس حرامی بچہ کی نسل سے داؤد علیہ السلام کا پیدا ہونا۔

(۴) ہارون علیہ السلام کو گوسالہ پرستی کا بانی قرار دینا۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور آپ کے متعلق پیشنگوئیوں کو اہل کتاب کا اپنی کتابوں سے نکال دینا علمائے اسلام نے اس پر نہایت شرح وبسط کے ساتھ بڑی فاضلانہ بحثیں کی ہیں۔

(۶) سورۃ الفتح کے آخر میں اصحاب رسول اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں اور جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ کہ ذَالِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ اُن اوصاف کا اِن کتابوں سے خارج کردینا۔

(۷) عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل میں بذریعہ تحریف لفظی ابن اللہ بنا دینا اور بذریعہ تحریف معنوی اس ابنیت کو حقیقی قرار دینا۔

(۸) انجیل میں ایسے الحاقی الفاظ داخل کردینا جن پر عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کی بنیاد قائم کی گئی ہے۔

(۹) عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب پر موت اور دوبارہ زندگی۔

(۱۰) عیسیٰ علیہ السلام کی اس موت کو قربانی اور دوسروں کا کفارہ قرار دینا۔

بعض لوگوں کو امام رازی کے متعلق بھی یہ التباس ہوا ہے کہ مثل امام بخاری کے یہ بھی تحریف لفظی

کے قائل نہیں۔ مگر بات صرف اتنی ہے کہ جن آیات قرآنی میں تحریف معنوی کی جانب اشارہ ہے وہاں وہ
اپنی تفسیر میں تحریف معنوی کا مراد ہونا بیان کرتے ہیں اور اس کو اصح کہتے ہیں۔ اور جہاں تحریف لفظی کی
جانب اشارہ ہے وہاں تحریف لفظی کا بخوبی اثبات کرتے ہیں اور اس کو بہتر قرار دیتے ہیں۔ جن لوگوں نے
صرف ایک ہی قسم کے قول یعنی کلام مثبتِ تحریفِ معنوی کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکال لیا کہ امام صرف تحریف معنوی ہی کے
قائل ہیں انہوں نے غلط نتیجہ نکالا۔ سورہ بقرہ کی آیت (جو اوپر درج ہو چکی ہے) کی تفسیر میں امام رازی لکھتے ہیں کہ:

"یہ تحریف لفظاً بھی ہے یا معنی بھی لیکن لفظی تحریف کی تجویز سے معنوی تحریف کی تجویز سے بہتر ہے
کیونکہ اگر کلام الٰہی اپنی اصلی صورت پر باقی رہے اور صرف اس کے معنی میں تاویل کی جائے
تو اس صورت میں وہ لوگ کلام الٰہی کے بدلنے والے نہ کہلاتے بلکہ صرف اس کے معنی کے
محرف بنتے (حالانکہ وہ کلام الٰہی کے بدلنے والے ٹھیرائے گئے ہیں)۔ اس تحریف سے یہ معنی
(یعنی تحریف لفظی کے) مراد لیے جائیں تو بہتر ہے جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ "اہل
کتاب نے ان کتابوں میں کمی و بیشی کی ہے" یہ معنی نہ ہو سکیں تب تحریف معنوی مراد لینا اولیٰ
ہے"۔ تفسیر کبیر صفحہ ۵۰۷ جلد اول)

آیت سورۃ النساء کی تفسیر میں امام رازی لکھتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ نے یہاں "عن مواضعہ" فرمایا ہے۔ اور سورۃ المائدہ میں "من بعد مواضعہ"
فرمایا۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سورۃ النساء کے الفاظ سے تاویل مراد ہے اور اس آیت کے
معنی یہ ہیں کہ وہ لوگ آیات توریت وغیرہ کی باطل تاویلیں کرتے ہیں۔ اس میں یہ بیان نہیں
ہے کہ وہ ان الفاظ کو کتاب اللہ سے نکال دیتے ہیں۔ اور جو الفاظ سورۃ المائدہ میں ہیں
ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں تحریفیں عمل میں لاتے ہیں۔ تاویل باطل بھی کرتے ہیں اور
الفاظ بھی بدل ڈالتے ہیں۔ اس آیت میں "یحرفون الکلم" سے تاویل باطل کی طرف اشارہ ہے

اور "من بعد مواضعہ" میں الفاظ کو کتاب میں سے نکال ڈالنے کی طرف اشارہ ہے"۔

تفسیر کبیر صفحہ ۳۳۸ جلد ۳۔

پھر امام رازی اپنی تفسیر میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جس کتاب کے حروف و کلمات کی شہرت حد تواتر تک پہنچ چکی ہو اس کے حروف و کلمات میں تبدیلی کیوں کر ممکن ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت اس کی تبدیلی ہوئی تھی اس وقت شاید اس قوم میں قلت ہو اور توریت کے جاننے والے علماء اور بھی کم ہوں۔ اس لیے وہ لوگ اس تحریف و تبدیل پر قادر ہو گئے"

(تفسیر کبیر صفحہ ۳۳۸ جلد ۳)

ان کتابوں کی شہرت "حد تواتر" تک پہنچنے کی بابت بھی علمائے اسلام نے بہت کافی حد تک تنقید کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ان کتابوں کا جمیع الفاظ و اجزاء متواترہ ہونا ثابت نہیں۔ اول تو ان کتابوں کے تعین مصنفین اور تعین زمانہ تصنیف میں خود اہل کتاب کے نزدیک اختلاف ہے اور ان کتابوں کے بہت سے الفاظ و فقرات و ابواب کا مصنفین کتب سے بتواتر منقول ہونا اور کمی بیشی سے محفوظ ہونا وہ خود تسلیم نہیں کرتے اور ان کتابوں میں کمی بیشی و تغیر و تبدل کے وہ صاف صاف معترف ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک نقل متواتر کے لیے شرط ہے کہ اس کی ابتدا اور وسط میں بھی ویسی ہی کثرت ہو جیسی کہ انتہا میں اور کسی درجہ میں ایسی قلت نہ ہو جس سے اس کے ناقلین کا کذب پر اتفاق ممکن ہو۔ حالانکہ ہمارے مضامین سلسلہ ہذا کے گذشتہ نمبر ثابت کر چکے ہیں کہ توریت و انجیل کو یہ تواتر حاصل نہیں ہوا۔ دوم یہ کہ عہد جدید کے متعلق یہ امر خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے کہ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ کتب عہد جدید پر کسی وقت بھی کوئی زوال نہیں آیا اور جن لوگوں کی طرف یہ کتابیں منسوب ہیں (مثلاً متی یوحنا پولوس وغیرہم) انہی سے ان کتابوں کا ہر جزء بہ نقل متواتر ہم تک پہونچا ہے تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کتابوں میں جو تعلیم و ہدایات و مضامین درج

وہ عیسی علیہ السلام سے (جن پر انجیل کا نازل ہونا مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہے) بتواتر منقول ہوں لہذا اس تواتر مفروض الوجود کا سلسلہ متی وغیرہ ہی پر ختم ہوتا ہے اور ان لوگوں کا صاحب الہام یا خدا کی طرف سے رسول ہونا مسلمان تسلیم نہیں کرتے نہ عیسائی اسے ثابت کر سکتے ہیں مسلمانوں کے نزدیک وہی انجیل واجب التسلیم والایمان ہے جو کہ عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی نہ کہ موجودہ مجموعہ عہد جدید جسے اور لوگوں نے تصنیف کیا۔ اس امر کی بابت ۱۸۵۸ء سے قبل علماء دہلی نے ایک فتویٰ شائع کیا تھا جس پر متعدد علماء کی مہریں ثبت تھیں۔ اس کی پوری عبارت کے یہاں درج کرنے میں طوالت ہوگی اس لیے اس میں سے دو اقتباسات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

"نزد اہل اسلام انجیل عبارت از کلام الٰہی تبارک و تعالیٰ است کہ بر حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل شدہ بود مشتمل بر ہدایت و نور و مصدق احکام توریت و نصیحت برائے پرہیز گاران نہ از ایں مجموعہ عہد جدید"

دوسرا اقتباس یہ ہے:-

"بودن این تراجم مذکورہ یا اصل آنہا ہم اگر مطابق ہمیں تراجم مسطورہ است ہمان انجیل یعنی کلام ربانی کہ او تعالیٰ جلشانہ بانزال فرمودن آن بر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام در قرآن خبر دادہ نزد علماء شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف صلوٰۃ وتحیۃ بخبر آحاد ہم مروی و محفوظ نیست چہ جاکہ خبر مشہور باشد و اعمال حوارین کہ تصنیف لوقا تابعی است و ہمچنین نامجات پولوس وغیرہ در مذہب ما داخل نیستند بلکہ انجیل نزد ما فقط عبارت از آن کلام حضرت عیسیٰ بود کہ موافق وحی ربانی ارشاد آن فرمودہ پس اطلاق کلام ربانی برایں مجموعہ بلا سند شرعی چگونہ کردہ شود۔ بلکہ اطلاق کلام ربانی بر اصل توریت کہ بزبان عبرانی بودہ بر مجموع اصل انجیل بسبب تحریفات کثیرہ ہم نتواند شد زیرا کہ تحریفات بیشتر در